ماہانہ آرٹیکل

ذو القعدة 1447 / اپریل 2026 | شمارہ: 23

حج کا فلسفہ: وحدت، بندگی اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف سفر

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين

گزشتہ سال (2025) ذوالقعدہ کے مہینے میں، اپنے گیارہویں شمارے میں ہم نے ایامِ حج کی فضیلت، حج کی فرضیت اور اس مبارک سفر سے وابستہ عظیم اجر و ثواب پر گفتگو کی تھی۔ ہم نے ذوالحجہ کی عظمت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار پر بھی غور کیا تھا، جو آج بھی اہلِ ایمان کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف بلاتی ہے، اور خود کو یاد دلایا تھا کہ اس ربانی دعوت پر اخلاص کے ساتھ لبیک کہنا کس قدر ضروری ہے۔ اب جبکہ یہ مبارک ایام دوبارہ قریب آ رہے ہیں، یہ بہترین موقع ہے کہ ان باتوں کو پھر تازہ کیا جائے اور روحِ حج سے دوبارہ جڑنے کی کوشش کی جائے۔

ہمارے 11ویں شمارے میں حج سے متعلق مکمل مضمون پڑھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

https://pathwaytoilm.info/wp-content/uploads/2025/05/May-article-English-5.pdf

اس سال ہم حج کے ایک اور پہلو پر گفتگو کر رہے ہیں، اور وہ ہے حج کے اعمال کے پس پردہ حکمتیں اور معانی۔ حج کے اعمال تو اکثر معلوم ہوتے ہیں، مگر ان میں پوشیدہ اسباق اور حکمتوں پر عموماً وہ توجہ نہیں دی جاتی جس کے وہ مستحق ہیں۔

حج صرف چند ظاہری مناسک کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا سفر ہے جو انسان کو وحدت، عاجزی اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ساتھ اپنے تعلق کے گہرے معانی سکھاتا ہے۔ احرام باندھنے سے لے کر منیٰ کے اجتماع اور عرفات میں وقوف تک، حج کا ہر مرحلہ اپنے اندر ایک پیغام رکھتا ہے۔ اس مضمون میں ہم انہی معانی پر غور کریں گے اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ حج صرف مکہ مکرمہ کا سفر نہیں، بلکہ آخرت کی تیاری کا سفر بھی ہے۔

حج اور امت کی وحدت

حج کے سب سے نمایاں اور طاقتور اسباق میں سے ایک امت کی وحدت ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ ان کے ممالک مختلف، ثقافتیں جدا، زبانیں الگ اور طرزِ زندگی ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، مگر حج کے میدان میں یہ سب فرق مٹ جاتے ہیں۔

جونہی ایک شخص احرام باندھتا ہے، مساوات اور وحدت کا ایک نیا احساس جنم لیتا ہے۔ سب ایک جیسے سادہ لباس میں ہوتے ہیں، جہاں نہ دولت کی نمائش رہتی ہے، نہ منصب کی، نہ سماجی مرتبے کی کوئی پہچان۔ امیر و غریب، حاکم و مزدور—سب ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں۔

یہ منظر انسان کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک اصل فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔

پھر جب حجاج ایک ساتھ لبیک پکارتے ہیں:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

"میں حاضر ہوں اے اللہ ! میں حاضر ہوں۔"

تو یہ صرف انفرادی صدا نہیں رہتی بلکہ پوری امت کی اجتماعی آواز بن جاتی ہے۔یوں محسوس ہوتا ہے جیسے پوری امت ایک زبان ہو کر اللہ جَلَّالَہٗ کی پکار کا جواب دے رہی ہو۔

مقصد، عمل اور کلمات کی یہ یکسانی ایک ایسی وحدت کا منظر پیش کرتی ہے جو دنیا میں کہیں اور کم ہی دکھائی دیتا ہے۔حج ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اسلام قومیت، نسل یا ثقافت کی قید میں محدود نہیں۔یہ ان مصنوعی دیواروں کو گرا دیتا ہے جو انسان خود کھڑی کرتا ہے، اور یاد دلاتا ہے کہ ہم سب ایک امت ہیں۔

زبان، رنگ، خاندان یا معاشرتی حیثیت کی بنیاد پر جو فاصلے ہم روزمرہ زندگی میں محسوس کرتے ہیں، اس مقدس اجتماع میں ان کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی۔ اور یہ سبق صرف مکہ میں چھوڑ دینے کے لیے نہیں۔حج کی یہ روح—اخوت، مساوات اور باہمی احترام—واپس اپنے معاشروں میں بھی ساتھ لے جانی چاہیے، تاکہ ہمارے تعلقات اور ہمارے رویے بھی اسی روح سے ڈھل سکیں۔

احرام کی حالت اور اس کے باطنی معانی

حج کے نمایاں ترین مناظر میں سے ایک حالتِ احرام ہے۔ بظاہر یہ صرف لباس کی تبدیلی معلوم ہوتی ہے، مگر حقیقت میں یہ انسان کے ظاہر ہی نہیں، باطن کی کیفیت میں بھی ایک عظیم انقلاب کا نام ہے۔یہ دنیا کی الجھنوں، خواہشوں اور غفلتوں سے نکل کر اللہ جَلَّالَہٗ کی طرف سفر کا آغاز ہے۔

جب ایک بندہ احرام باندھتا ہے تو گویا وہ اپنی معمول کی شناخت پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔یہ سادہ، بے تکلف اور یکساں لباس اعلان کرتا ہے کہ یہاں نہ مال کی بڑائی ہے، نہ منصب کی، نہ حسب و نسب کا غرور۔ سب ایک صف میں ہیں، اور سب اللہ جَلَّالَہٗ کے سامنے محتاج بندے ہیں۔ اصل فضیلت صرف تقویٰ کی ہے۔ اللہ جَلَّالَہٗ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔" (سورۃ الحجرات: 13)

احرام کا لباس انسان کو کفن کی بھی یاد دلاتا ہے۔ جیسے آج وہ دو سادہ چادروں میں ملبوس کھڑا ہے، ایک دن اسی طرح دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہوگا، جہاں ساتھ صرف اعمال ہوں گے۔یہ تصور دل میں عاجزی پیدا کرتا ہے، غفلت کے پردے ہٹاتا ہے اور انسان کو اپنی حقیقت یاد دلاتا ہے۔

احرام صرف لباس نہیں، پابندیوں کا نام بھی ہے۔ اس حالت میں جھگڑا، گناہ، بدزبانی، بلکہ بعض مباح امور سے بھی روک دیا جاتا ہے۔ اللہ جَلَّجَلَالُہٗ فرماتے ہیں:

فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي ٱلۡحَجِّ

"جو ان دنوں میں حج کا ارادہ کرے، وہ حج کے دوران نہ شہوانی بات کرے، نہ گناہ، اور نہ جھگڑا کرے۔" (سورۃ البقرۃ: 197)

یہ پابندیاں محض احکام نہیں، بلکہ نفس کی تربیت ہیں۔ انسان اپنی خواہشات، غصے اور زبان کو قابو میں لانا سیکھتا ہے۔ یوں احرام ضبطِ نفس، تزکیۂ باطن اور عملی مجاہدہ کا درس دیتا ہے۔

احرام یہ سکھاتا ہے کہ کامیابی اپنی مرضی چھوڑ کر اللہ جَلَّجَلَالُہٗ کے حکم کے سامنے جھک جانے میں ہے۔ یہ صرف ایک لباس پہننے کا نام نہیں، بلکہ اطاعت، انکساری اور شعورِ بندگی کی ایسی کیفیت میں داخل ہونا ہے، جس کا اثر حج کے بعد بھی باقی رہنا چاہیے۔

منیٰ: غور و فکر اور تیاری کی منزل

احرام اور ابتدائی مناسک کے بعد حجاج منیٰ کی طرف بڑھتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک قیام گاہ محسوس ہوتی ہے، مگر حقیقت میں یہ تیاری، تربیت اور تفکر کی منزل ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بندہ یومِ عرفہ جیسے عظیم دن کے لیے خود کو ذہنی اور روحانی طور پر آمادہ کرتا ہے۔ منیٰ میں لاکھوں انسان سادہ خیموں میں رہتے ہیں۔ نہ آسائش ہے، نہ امتیاز۔ یہ منظر انسان کو یاد دلاتا ہے کہ دنیا بھی ایک عارضی پڑاؤ ہے۔ جیسے یہ خیمے چند دن کے لیے لگتے ہیں اور پھر اٹھا لیے جاتے ہیں، اسی طرح دنیا کی زندگی بھی چند روزہ قیام ہے۔

منیٰ صبر بھی سکھاتا ہے۔ ہجوم، گرمی اور محدود سہولتیں انسان کے اخلاق اور برداشت کو آزماتی ہیں۔ بندہ سیکھتا ہے کہ عبادت ہمیشہ آسانی کا نام نہیں، بلکہ کبھی مشقت، تحمل اور قربانی بھی مانگتی ہے۔ منیٰ کی سرزمین حضرت ابراہیمؑ کی یادوں سے بھی وابستہ ہے۔ یہ مقام ان کی اطاعت، ایثار اور تسلیم و رضا کی داستان سناتا ہے۔ یہاں قیام انسان کو ان قربانیوں پر غور کا موقع دیتا ہے اور اس کے دل میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ وہ بھی اسی راہِ اطاعت پر چلے۔

عرفات: حج کا جوہر اور اصل روح

یومِ عرفہ حج کا سب سے عظیم اور مرکزی رکن ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "حج تو عرفہ ہی ہے۔" (سنن النسائی: 3044)

اس دن لاکھوں حجاج ایک میدان میں جمع ہوتے ہیں، سراپا عجز و انکسار بنے، امید اور خوف کے ساتھ اللہ جَلَّجَلَالُہٗ کے حضور کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں نہ طواف کی حرکت ہے، نہ سعی کی آمدورفت، بلکہ یہاں اصل عمل دعا، رجوع، گریہ و زاری اور اللہ جَلَّجَلَالُہٗ کی طرف پلٹنے کا ہے۔

عرفات کا یہ اجتماع میدانِ حشر کی ایک زندہ جھلک پیش کرتا ہے۔ جیسے آج لوگ سادہ لباس میں، ہاتھ اٹھائے، اپنے رب سے فریاد کر رہے ہیں، ایک دن پوری انسانیت اسی طرح اللہ جَلَّجَلَالُہٗ کے سامنے کھڑی ہوگی، اپنے اعمال کے ساتھ، اپنے انجام کی منتظر۔ وہاں نہ مال کام آئے گا، نہ منصب، نہ کوئی سہارا—صرف اعمال ساتھ ہوں گے۔

یومِ عرفہ مغفرت اور رحمت کا دن ہے۔ یہ ایسا موقع ہے جہاں بندہ اپنے ماضی کو دھو سکتا ہے اور ایک نئی زندگی کا آغاز کر سکتا ہے۔ عرفات میں کھڑا ہو کر انسان اپنی بے بسی، اپنے فقر، اور اللہ جَلَّجَلَالُہٗ کی رحمت کے شدید احتیاج کو محسوس کرتا ہے۔

مزدلفہ اور محشر کی یاد

مزدلفہ کے مناظر بھی قیامت کے میدانِ حشر کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ بے شمار انسان ایک جگہ جمع ہیں، ہر ایک اپنی فکر میں، ہر ایک اپنی حالت میں مشغول۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اس منظر کو یوں بیان فرماتے ہیں:

يَوْمَ يَكُونُ ٱلنَّاسُ كَٱلْفَرَاشِ ٱلْمَبْثُوثِ

"اس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی مانند ہوں گے۔" (سورۃ القارعۃ: 4)

یہاں نہ کسی کو بڑائی کا احساس ہے، نہ کسی کو فوقیت کا دعویٰ۔ سب ایک جیسے، سب محتاج، سب اپنی فکر میں۔یہی کیفیت میدانِ حشر میں ہوگی، جب ہر شخص اپنی نجات کی فکر میں ہوگا اور لوگ گھبراہٹ اور اضطراب میں بکھرے پروانوں کی طرح ہوں گے۔

حج کے یہ مناظر محض جسمانی مشقتیں یا ظاہری اعمال نہیں، بلکہ بیداری کے پیغام ہیں۔ یہ انسان کو جھنجھوڑتے ہیں، اسے اس کے آخری سفر اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف واپسی کی یاد دلاتے ہیں۔

حج کے جامع اسباق

جب حج کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اس کا ہر رکن ایک سبق دیتا ہے۔ حج ہمیں سکھاتا ہے:

1) **وحدت** – کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک امت بن کر جمع ہوں۔

2) **مساوات** – کہ ہر ظاہری امتیاز مٹ جائے اور سب اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سامنے برابر کھڑے ہوں۔

3) **تواضع** – سادہ لباس، مشقت اور کامل سپردگی کے ذریعے۔

4) **ضبطِ نفس** – احرام کی پابندیوں اور صبر کی مشق کے ذریعے۔

5) **اور سب سے بڑھ کر آخرت کی یاد** – موت، حساب اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف لوٹنے کا شعور۔

حج چند دن کا سفر نہیں، پوری زندگی بدل دینے والی تربیت ہے۔ حقیقی حاجی وہ ہے جو ان اسباق کو مکہ میں چھوڑ کر نہ آئے، بلکہ انہیں اپنے ساتھ لے کر لوٹے اور زندگی بھر انہی کے مطابق جئے۔

<u>تحریر: مولانا احمد محب صدیقی</u>

تدوین و ترتیب: ڈاکٹر شبیر احمد، مفتی عبد الوھاب حسن